جامعہ عثمانیہ گلشن بلاک لاہور کا ترجمان

نوائے خادم

شمارہ ذی قعدہ تا ذی الحجہ 1446ھ



زیر سرپرستی

ولی کامل، استاذ العلماء والصلحاء

شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا ابو عبید خادم حسین شجاع آبادی صاحب مدظلہ

مہتمم جامعہ ھذا

Jamiausmania1.blogspot.co
nawaekhadim@gmail.com

جمعیت طلباء عثمانیہ

شائع کردہ



نوائے خادمِ اراکین

بیاد

- مہر احمد بخش مرحوم
- مولانا یسین احمد عثمانیؒ
- مولانا محمد حفظ الرحمن فاروقیؒ

زیرِ سرپرستی

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا خادم حسین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

زیرِ نگرانی

- حضرت مولانا احمد قاسمی صاحب
- مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب

مدیرِ اعلیٰ

حضرت مولانا محمد عبید الرحمن صدیق صاحب

مدیر

مولانا محمد داؤد الرحمن علی صاحب

مدیرِ معاون

مولانا سہیل نواز عثمانی صاحب

مجلس مشاورت

- مولانا شوکت علی اعوان صاحب
- مولانا محمد اکرم عثمانی صاحب
- مفتی محمد شمس الرحمن عثمان صاحب
- قاری محمد عبید اللہ صاحب
- ڈاکٹر مفتی عتیق الرحمن صاحب
- مولانا عبد اللہ ہزاروی صاحب
- مولانا عمیر نواز صاحب
- ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب
- قاری محمد اسلام صاحب
- صاحبزادہ حافظ محمد قاسم اسامہ صاحب



فہرست مضامین



روئے زمین پر ایک ایسا خطہ ہے جہاں قیامت صغریٰ کا منظر ہے، جہاں انسانی حقوق کے علمبر داروں نے انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں، جہاں کی زمین کو انسانی خون سے سرخ کر دیا گیا ہے، جہاں آپ کو پانی کم اور انسانی خون بہتا زیادہ محسوس ہو گا۔ آپ کو اس خطہ کے لوگ امت مسلمہ کو آواز دیتے ہوئے ملینگے، اس خطہ میں بڑوں، بوڑھوں، نواجوانوں، بچوں سمیت سب سے چہروں پر کامل ایمان کی ایک جھلک نظر آئے گی، ان کی زبانوں پر اللہ کے نام کی صدا نظر آئے گی۔

یہ ایک ایسا خطہ ہے جہاں پر ہسپتال کھنڈر بنا دیے گئے، جہاں پر گھر مسمار کر دیے گئے، جہاں لوگوں کو گھر سے بے گھر کر دیا گیا، جہاں ماؤں بہنوں کے سروں سے دوپٹہ اتار دیے گئے، یہاں معصوم بچوں کو یتیم کر دیا گیا، یہاں کے نوجوانوں کو خون میں نہلا دیا گیا، یہاں کے بزرگوں کو بد دعائیں کرنے پر مجبور کر دیا گیا، اس پورے خطے کو انسانی قبرستان میں تبدیل کر دیا گیا۔

اس خطہ پر جو ظلم و بربریت کی داستان لکھی گئی اس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی، جس طاقت کا استعمال اس خطہ پر کیا گیا اور ستاون اسلامی ممالک صرف تماشہ دیکھتے رہے اس کا عکس تاریخ اسلامی میں نہیں ملے گا۔ تمام وسائل ہونے کے باجود دنیا کی سپر پاور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہی اور اس خطہ کے لوگ میرے اور آپ کے قبلہ اول کی حفاظت اپنی جان دیکر کرتے رہے۔

میرے قبلہ اول کے یہ باسی اپنے خون سے قبلہ اول کی حفاظت کرتے رہے، اپنی اولاد کی قربانی سے حفاظت کرتے رہے، اپنے خاندان کی قربانی سے حفاظت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے، اپنے پھولوں کے جنازے اٹھا کر حفاظت کا فرض ادا

کرتے رہے، اپنی جان، مال، اولاد ہر چیز قبلہ اول پر نچھاور کر کے اس کی حفاظت میں دشمن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کے کھڑے رہے۔

ادھر مسلم امہ کی طاقتیں خواب غفلت میں رہے، اپنے محلات میں خواب غفلت میں سوتے رہے، اپنی دنیا میں مگن ہوتے رہے، سیاسی بیان بازی کرتے رہے، فضول خرچی کے ریکارڈ بناتے رہے، دنیا کمانے میں بھول گئے کہ یہ سوچنا ہی بھول گئے، ایک دن رب کے حضور پیش ہونا ہے، اس کو جواب دینا ہے، وہاں یہ پھول مقدمہ کرینگے، وہاں ہمیں پکڑ کر عدالت میں کھڑا کیا جائے گا، یہ عدالت ایسی ہو گی جہاں نہ کوئی وکیل صفائی ہو گا نہ کوئی عہدہ کا رعب دکھا سکے گا۔

نہ وہاں تمہاری بادشاہی چلے گی، نہ وہاں تمہارا کوئی بہانہ چلے گا، وہاں صرف جواب دینا ہو گا کیونکہ اس عدالت میں صرف انصاف ہوتا ہے۔

کیوں بھول جاتے ہو کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارے نامہ اعمال میں ہمارے کرتوت نوٹ کر رہا ہے، ہماری دنیا کی حلاوت لکھی جارہی ہے، کیوں بھول جاتے ہو کہ ایک دن انصاف ہو گا، ہر ایک چیز کا حساب دینا ہو گا۔ جو کر رہے ہو وہ سب دیکھ رہا ہے۔

ہم نے زبانیں بند کر دیں وہ دیکھتا رہا

ہم نے قلم کی دوات خشک کر دی وہ دیکھتا رہا

ہم نے بائیکاٹ مہم ختم کر دی وہ دیکھتا رہا

ہم نے ان کی فریاد پر کان بند کر لیے وہ دیکھتا رہا

ہم نے ان کے ظلم پر آنکھیں بند کر لیں وہ دیکھتا رہا

ہمارے مقررین خاموش ہو گئے وہ دیکھتا رہا

عوام کو کرکٹ پر لگا دیا گیا وہ دیکھتا رہا

توانا آوازیں بند کر دی گئیں وہ دیکھتا رہا

امت کی بچیوں کو تفریح کے نام پر نچوایا جاتا رہا وہ دیکھتا رہا

امت کے بچوں کے ہیروز فلمی اداکار بنا دیے گئے وہ دیکھتا رہا

اہل غزہ سے ہماری توجہ ہٹادی گئی وہ دیکھتا رہا

ہم نے ماؤں کی صداؤں پر کان نہ دھرے وہ دیکھتا رہا

باجو دوسعت کے زمین ان پر تنگ کر دی گئی، ہم کردار ادا نہ کر سکے وہ دیکھتا رہا

اسی کی زمین کو اسی کے بندوں کے خون سے رنگ دی گی وہ دیکھتا رہا

ایک دن آئے گا جب صدا آئے گی

اتیٰ امر اللہ

میرا حکم آن پہنچا ہے۔

جب اس کا حکم آئے گا تم کچھ نہ کر سکو گے، تمہارے محلات، تمہاری جائیداد، تمہارا مال و زر، تمہاری اولاد، تمہارے دوست، تہمارے رشتہ، تمہارے رفقاء، سب سے بڑھ کر تمہاری یہ دنیا کی حلاوت کام نہ آئے گی۔

اگر آپ کو اہل غزہ کی صدا سنائی نہیں دے رہی تو آؤ حقوق انسانی کی علمبر دارو، امت کے غیرت مند لوگو، میڈیا کے سپوتو، سوشل میڈیا کے سٹارو، ستاون اسلامی ممالک کے حکمرانو، ٹاپ کے مضمون نگارو، اگر ہمت ہے تو اہل فلسطین کی دعائیں سنو، اگر کلیجہ میں دم ہے ان کی پکاریں سنو، اگر دل میں برداشت ہے تو ان مظلوموں کی اپنے رب سے کی گئی صدائیں سنو کہ شاید تمہیں غیرت آجائے۔

وہاں مسجد سے صدا آتی ہے۔

اے اللہ! تمام اسباب منقطع ہو چکے ہیں، اہل زمین سے مدد مانگنا منقطع ہو چکا۔ صرف آپ باقی ہیں اے اللہ! اے اللہ! وہ اپنی قوتوں سے طاقتور ہوتے ہیں، اور ہم آپ کی طاقت سے ان پر طاقتور ہوتے ہیں، اے اہل اسلام! غزہ میں اہل اسلام تم کو پکار رہے ہیں۔

ایک ماں کی پکار آتی ہے۔

"یارسول اللہ ﷺ! اہل عرب کی محشر میں اللہ کے حضور شفاعت نہ کیجئے گا۔"

ایک بچے کی صدا آتی ہے۔

"اے مسلمانوں! رب کے حضور تمہارا گریبان پکڑوں گا۔"

ایک اور صدا آتی ہے۔

"اے مسلمانوں! ہمیں معاف کیجئے، ہماری چیخوں نے آپ کی نیندوں میں خلل ڈال دیا ہو گا۔"

ایک اور صدا آتی ہے۔

"اے کوک پینے والو! تم کوک نہیں ہمارا خون پی رہے ہو، تم میکڈولنڈ کا کھانا نہیں ہمیں کھا رہے ہو، خدارا بائیکاٹ کرو۔"

مزید صدا آتی ہے

"وہ مسجد اقصیٰ ڈھا دینگے، سوتے ہی رہو تم غفلت میں، وہ ہمیں موت کی نیند سلا دینگے۔"

مزید بہت سی دعائیں اور صدائیں جنہیں قلم بند کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی کہ کس انداز سے قلم بند کروں، کس انداز سے آپ تک پہنچاؤں، کس انداز سے آپ کو جھنجھوڑوں کہ خدارا! حلاوت دنیا سے نکلو، دنیا داری سے نکلو اور جس انداز میں بھی آواز ظلم خلاف بلند ہو سکتی ہے بلند کرو، اگر اب بھی ہم نہ کر سکے تو یاد رکھو وہ وقت دور نہیں جب ہماری باری بھی آئے گی۔

اے اہل فلسطین! ہمیں معاف کرنا ہم بے بس ہیں، ہمارے حکمران خواب غفلت میں ڈوبے ہیں، ہم سے جتنا ہو سکتا ہے ہم آپ کی آواز بنتے ہیں، ہم دعا کرتے ہیں، ہم آپ کی آواز خواب غفلت میں ڈوبے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم آپ کے شانہ بشانہ ہیں، ان شاءاللہ بائیکاٹ مہم پر سختی سے عمل کرینگے۔

رب کے دربار میں ہماری شکایت نہ کرنا، ہم سے ہمارا آخری سہارا امت چھیننا ورنہ ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہونگے۔



جواہرات سورۃ الفاتحہ

۱۔الحمدُ لِلّٰہ۔

تمام صفات الوہیۃ ذاتِ باری میں منحصر ہیں۔

۲۔لِلّٰہِ

خالق کائنات صرف اللہ ہے، لفظ اللہ سے وصفِ مشہورہ خالق مراد ہے۔

۳۔ربّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تمام جہانوں کا پالنے والا یعنی رازقِ کائنات صرف اللہ ہے۔

۴۔اَلْعٰلَمِیْنَ۔

جہان بے شمار ہیں جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

۵۔الرحمٰن الرَّحِیْم۔

رحمت کنندہ برکت دہندہ اور محسن صرف اللہ ہے۔

٦۔مالکِ یومِ الدّین۔

میدان محشر میں سب کا انصاف سے فیصلہ کرنے والا صرف اللہ ہے۔

۷۔اِیَّاکَ نعبُدُ۔

مستحق عبادت صرف اللہ ہے عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

٨۔وَاِیَّاکَ نَستَعین۔

مستحق استعانت یعنی مدد مانگنے کے لائق صرف اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔





درس حدیث

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم

اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

كَانَ عَلى ابن ابى طالب اِذَا نَعَتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا الْقَصِيْرِ الْمُتَرَدَّدِ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجُلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمَكَلْثَمِ كَانَ فِيْ الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مَشْرِبًا اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمَشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدَ ذُوْ مَسْرَبَةٍ شَثْنِ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَمْشِىْ فِىْ صَبَبِ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ وَہُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ كَفًّا وَاَجْرَئُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَہْجَةً وَاَوْفَى النَّاسِ ذِمَّةً وَاَلْيَنُہُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُہُمْ عِشْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْہَةً ہَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ اَحَبَّہٗ يَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔ (مشكوٰة ۵۱۷)

حضرت علیؓ آپ ﷺ کی صفت بیان فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ زیادہ لمبے اور زیادہ چھوٹے نہیں تھے آپ ﷺ میانہ قد تھے۔ آپ ﷺ کے بال زیادہ کنڈلے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کنڈلے اور سیدھے کے درمیان ہلکے کنڈلے تھے۔ آپ ﷺ زیادہ جسیم یا لاغر اور بالکل گول چہرہ نہ تھے۔ آپ ﷺ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں قدرتی سُرمگیں تھیں، آپ ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کی ہڈیوں کے جوڑ مضبوط اور دونوں کندھوں کا فاصلہ زیادہ تھا۔ آپ ﷺ کے سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے جسم پر بال کم تھے۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے چلتے وقت پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کسی ٹیلے سے نیچے اتر رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ کسی کو مڑ کر دیکھتے تو پورے مڑتے تھے۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ﷺ نبوت ختم کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ دلیر تھے، آپ ﷺ تمام

لوگوں سے کلام میں سچے تھے، آپ ﷺ تمام لوگوں سے ذمہ داری کو زیادہ پورا کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے حسن معاشرت میں معزز تھے جو آپ ﷺ کو ابتداءً دیکھتا مرعوب ہو جاتا، جو آپ ﷺ سے گھل مل جاتا آپ ﷺ سے محبت کرتا، آپ کی صفت بیان کرنے والا کہتا کہ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ جیسا دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا دیکھا۔ (مشکوٰۃ ۵۱۷)

كَانَ اَفْلَجُ الثَّنْتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُأَى كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ بَيْنَ ثَنَايَاهُ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُہٗ۔ (مشکوٰۃ ۵۱۸)

آپ ﷺ کے اگلے دو دانتوں میں قدرے کشادگی تھی بات کرتے وقت ان میں نور محسوس ہو تا تھا۔ آپ ﷺ مسکراتے تھے۔ اونچی آواز میں نہیں ہنستے تھے۔ آپ ﷺ جب خوش ہوتے چہرہ پر نور چمکتا تھا۔

جیسا کہ حضرت حسانؓ نے کہا:

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ
وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآئُ

"آپ ﷺ جیسا جمیل میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہ آپ ﷺ جیسا حسین کسی ماں نے جنا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّئً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآئُ

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے۔ گویا آپ ﷺ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کیے گئے"۔

حمد باری تعالیٰ

ایم راقم نقشبندی

پھولوں میں گلزاروں میں
رنگ برنگ نظاروں میں
شمس و قمر اور تاروں میں
صبح و مسا کی بہاروں میں
غاروں میں کہساروں میں
دریاؤں کی قطاروں میں
چڑیوں کی چہکاروں میں
خَلقت کے نظّاروں میں
اَحَد صَمَد ہے ذکر ترا
یکتائی میں تو ہی تو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو



نعت رسولِ مقبول ﷺ

ایم راقم نقشبندی

حسنِ سرکار پہ اُترا ہوا قرآں دیکھیں
یعنی خود مدح سرا شاہ کا یزداں دیکھیں
کہتے ہوں گے کھڑے سدرا پہ یوں جبریلِ امیں
جایئے جانبِ جاناں رخِ جاناں دیکھیں
ہم انھیں رو کے دیکھائیں تو وہ چپ کروائیں
رات ایسی ہو کوئی جس میں یہ سُپناں دیکھیں
اپنے در پر ہمیں بلوایئے پیارے آقا
حسرتِ دید ہے ہم زیست کا ساماں دیکھیں
اپنے قدموں میں بٹھا کر وہ سنیں نعت اپنی
اور ہم ان کی نگہ، دامنِ مژگاں دیکھیں
مدحتِ سیدِ ابرار مرے بس میں کہاں
جو لکھا فیضِ کریمی ہے نمایاں دیکھیں
زائرینِ شہِ بطحا سے کہا یوں، راقم
کہنا آقا سے، ہیں کچھ حالِ پریشاں دیکھیں





مسجد اقصیٰ:

مسجد اقصیٰ کو "**المسجد الأقصی**" اور "**الحرم القدسی الشریف**" وغیرہ سے جانا جاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ فلسطین کے شہر یروشلم (القدس) میں واقع ہے۔ مسجد اقصیٰ روئے زمین پر تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ہے۔

سألت رسول الله ﷺ عن أول مسجد وضع فی الأرض، قال المسجدالحرام، قلت ثم أی؟ قال المسجد الأقصی، قلت کم بینهما قال أربعون عاما (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة)

"میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: مسجد حرام۔ میں نے پھر سوال کیا: اس کے بعد کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے کہا: ان دونوں کی تعمیر کے دوران کل کتنا وقفہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔"

اس حدیث مبارکہ سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

ا۔ اس زمین پر سب سے پہلی مسجد جو کہ اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر کی گئی، مسجد حرام ہے۔

۲۔ دوسری مسجد جو کہ اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر کی گئی ،مسجد اَقصیٰ ہے۔

۳۔ ان دونوں مساجد کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔

مسجد اقصیٰ کی فضیلت:

مسجد اقصیٰ کے ارد گرد کی زمین بابرکت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سبحن الذی أسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الأقصی الذی بارکنا حولہ (الاسراء:۱)

"پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کہ جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھ دی ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اَقصی کے ساتھ ساتھ اس کے ارد گرد کی سرزمین یعنی فلسطین و شام کا علاقہ بھی بابرکت ہے۔

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے:

کعبہ شریف کی طرف رُخ کرکے نماز کے حکم سے قبل مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ 16 یا 17 ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیت اللہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔" (صحیح بخاری:۴۴۹۲)

مسجد اقصیٰ سرزمین محشر:

مسجد اقصی کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ جس سرزمین پر واقع ہے وہ سرزمین حشر کی جگہ ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتلایئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ سرزمین حشر کی جگہ ہے۔ (ابن ماجہ:۱۴۰۷)

مسجد اقصیٰ معراج رسول ﷺ کی ایک منزل:

مسجد اقصیٰ کی ایک یہ فضیلت بھی قابل ذکر ہے کہ جس وقت اللہ تعالی نے خاتم النبیین ﷺ کو عظیم اعزاز معراج کی صورت میں عطاء فرمایا، جو ایک عظیم معجزہ ہے، سفر میں ایک اہم منزل وہ پڑاؤ تھا جو آپ نے مسجد اقصیٰ میں فرمایا، پھر یہی وہ جگہ ہے جہاں سے آپ کو آسمان کی بلندیوں کی طرف لیجایا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

”میرے پاس براق لایا گیا، یہ ایک سفید رنگت کی لمبی سواری تھی، گدھے سے کچھ بڑی اور خچر سے کچھ چھوٹی، اس کا ایک قدم انتہائے نظر کی مسافت پر پڑتا تھا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں اُس پر سوار ہوا، یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا، وہاں پہنچ کر اس سواری کو اس حلقے سے باندھ دیا جس حلقے سے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام (اپنی سواریاں) باندھتے ہیں، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اس میں دو رکعات ادا کیں، پھر باہر نکل آیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام دودھ اور شراب کا ایک الگ الگ برتن میرے پاس لائے، میں نے ان میں سے دودھ والا برتن لے لیا، اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے فطرت (کے عین مطابق چیز کو) پسند فرمایا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمیں آسمان کی طرف لے کر چل پڑے۔“(مسلم:۱۶۲)

مسجد اقصیٰ سے حج کا عمرہ کا احرام باندھنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَا تَأَخَّرَ۔ أَوْ۔ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ (سنن ابی داؤد: ۱۷۴۱)

”جس نے مسجد اقصی سے مسجد حرام کے لیے حج یا عمرہ کا احرام باندھا، اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ یا۔ جنت اس کے لیے واجب ہو جائے گی“۔

مسجد اقصیٰ کی طرف سفر کرنا:

مسجد اَقصیٰ ان تین مساجد میں شامل ہے کہ جن کا تبرک حاصل کرنے کے لیے یا ان میں نماز پڑھنے کے لیے یا ان کی زیارت کے لیے سفر کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا رشاد ہے:

لا تشد الرحال الالی ثلاثۃ مساجد مسجدی ھذا و مسجد الحرام و المسجد الأقصی
(صحیح بخاری'کتاب الجمعۃ'باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ و المدینۃ)

"تین مساجد کے علاوہ کسی جگہ کا قصد کر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے میری اس مسجد کا یعنی مسجد نبوی کا،مسجد حرام کا اور مسجد أقصیٰ کا۔"

مسجد اقصیٰ میں نماز کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ۔(سنن ابن ماجہ: 1413)

"ایک آدمی کی ایک نماز اپنے گھر میں،(ثواب میں)ایک نماز کے برابر ہے،اس کی نماز محلے کی مسجد میں،پچیس نمازوں کے برابر ہے،اس کی نماز جامع مسجد میں،پانچ سو نمازوں کے برابر ہے،اس کی نماز مسجد اقصی میں،پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے،(اسی طرح)اس کی نماز میری مسجد(مسجد نبوی)میں،پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اسی شخص کی ایک نماز مسجد حرام میں،ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے"۔

مسجد اقصیٰ کی زیارت

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اس بات کا مذاکرہ کیا کہ آیا مسجد اقصی افضل ہے یا مسجد نبوی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز، مسجد اقصی میں چار نمازوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ وہ بھی بہت ہی اچھی نماز کی جگہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بندے کو اگر وہاں زمین کا فقط گھوڑے کی رسی کی جگہ جتنا ٹکڑا مل جائے کہ جس کی بدولت وہ وہاں رہ کر بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہو سکے تو یہ بات اس کے لیے پوری دنیا سے بہتر ہو گی"۔(مستدرکِ حاکم۔ وافقہ الذھبی)

مسجد اقصیٰ اور دجال سے حفاظت:

مسجد اقصیٰ کا یہ بھی امتیاز ہے کہ اس سرزمین کے اہل ایمان دجال سے حفاظت کے لیے اس میں پناہ لیں گے اور دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(دجال کی) "علامت یہ ہے کہ وہ چالیس دن زمین پر رہے گا، ہر پانی کے گھاٹ تک اس کی حکومت پھیل جائے گی، البتہ چار مسجدوں تک وہ نہیں آسکے گا: کعبہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور طور"۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد، رجالہ رجال الصحیح)

مسجد اقصیٰ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا:

حضرت عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: جس وقت حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں:

۱۔ فیصلہ کرنے کی ایسی صلاحیت عطا فرمائیں کہ جو بھی فیصلہ کریں وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایسی بادشاہت عطا فرمائیں کہ ان کے بعد ویسی بادشاہت کسی کو بھی نہ ملے۔

۳۔ جو شخص بھی اس مسجد کی طرف کسی بھی اور مقصد کے بجائے، صرف اس میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک صاف کر دیا جائے جیسا کہ وہ اس دن تھا جب اسے ماں نے جنا تھا۔

یہ فرما کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پہلی دو باتیں تو ان کی پوری کر دی گئی ہیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات بھی قبول کر لی گئی ہو گی۔ (سنن النسائی۔ سنن ابن ماجہ)

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کی سرزمین:

مسجد اقصیٰ، بیت المقدس اور ہمارے نبی ﷺ کے معراج و اسراء کی سرزمین تاریخ کے اکثر زمانوں میں اسلامی سرزمین کے طور پر جانی جاتی رہی سوائے اُن چند زمانوں کے جب اس پر کچھ قاتل اور ظالم لوگ مسلط ہو گئے۔ چنانچہ دورِ محمدی سے ایسی ہی ایک قوم تھی جس کا بادشاہ جالوت تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں اس جابر بادشاہ کو قتل کرایا۔ اسی طرح بعد کے متعدد زمانوں میں رومی اور یورپ کے صلیبی اور اس دور میں یہودی ایسے ہی ظالم و قاتل لوگ ہیں جس عارضی طور پر اس مقدس مقام پر قابض و مسلط ہیں۔ اور ایک وقت آئے گا کہ ان کے ناپاک ہاتھوں سے اس مقدس مقام کو آزادی ملے گی۔ ان شاء اللہ

مسجد اقصیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ یہی مقدر فرمایا کہ اسے مسلمان، ظالموں سے آزاد کرائیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں اُس وقت کے اہل ایمان نے اس مبارک مسجد اور مبارک علاقے کو فتح کیا۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۵۸ میں بیان ہوا ہے کہ:

"اور جب کہا ہم نے: تم لوگ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور پھر وہاں جو چاہو مزے سے کھاؤ، اور اس کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا"

امام قرطبی مفسر فرماتے ہیں کہ: اس بستی سے مراد بیت المقدس ہے اور اس کی آزادی میں جو اہل ایمان مجاہدین شریک تھے، اُن میں ایک حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے جنہوں نے جالوت نامی ظالم بادشاہ کو قتل کیا تھا اور اسی عمل کی بدولت جالوت اور اس کے لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سلیمان، داؤد کا وارث بنا (سورۃ النمل: ۱۶)

اس زمانے میں بھی یہ بیت المقدس اُس وقت کے اہل ایمان کا ہی دار الحکومت تھا۔ یہودیوں کا دار الحکومت نہیں تھا۔ (نقش جمال، از مدثر جمال تونسوی)

مسجد اقصیٰ کے بارے میں چند معلومات:

۱۔ مسجد اقصیٰ کا ایک اہم حصہ وہ ہے جسے آج کل "دیوارِ گریہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مسجد اقصیٰ کی جنوب مغرب جانب کی دیوار ہے اور یہ بھی اسلامی مملوکات میں سے ہے۔ اس اسرائیلی جارحیت و غاصبیت سے پہلے کبھی بھی اس کے بارے میں یہودیوں کا کوئی دعویٰ سامنے نہیں آیا تھا۔ اور پھر جب اس زمانے کے یہودیوں نے ایسا دعویٰ کھڑا کیا تو امت مسلمہ نے ان کے اس جھوٹے دعوے کو رد کیا حتیٰ کہ 1930ء میں اقوام متحدہ نے بھی یہ فیصلہ دیا کہ "یہ دیوار صرف اور صرف مسلمانوں کی ہی ملکیت ہے اور یہ مسجد اقصیٰ کا ہی ایک حصہ ہے جسے اس سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور یہ اسلامی اوقاف کی ملکیت میں ہی ہے۔"

۲۔ مسجد اقصیٰ: اسلامی تاریخ کے اکثر اَدوار میں اسلامی حکومت کے ماتحت ہی رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس شہر میں موجود کنیسے، اور دیگر یہودی و عیسائی ایک اسلامی ریاست کے ماتحت کے ذمی بن کر رہے اور اسلامی حکومت ہی ان کے جان و مال کی محافظ و

ضامن رہی ہے اور اس شہر میں جس قدر امن وامان اور عدل وانصاف اسلامی اَدوار حکومت میں رہا ہے، وہ پوری تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ اور یہ سب ایسے حقائق ہیں جس پر علمائے تاریخ کا سب کا اتفاق ہے۔

۳۔ مسجد اقصیٰ پر اسلامی تاریخ میں پہلی بار سنہ ۴۹۲ھ ،ماہ شعبان کی تئیس تاریخ جمعہ کے دن صلیبیوں نے قبضہ کیا، کم وبیش ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور ان میں مسلمانوں میں سے اکثر ایسے تھے جو اپنے وطن کو چھوڑ کر علم وعبادت وغیرہ کے لیے اس مقدس مقام پر آباد ہوئے تھے۔ پھر تقریباً 91سال تک صلیبی اس مقدس مقام پر قابض رہے اور اس قبضے کے دوران انہوں نے اس مقدس مقام کی بارہا بے حرمتی کی اور مسجد اقصیٰ کے تاریخی آثار و نقوش کو مٹانے اور تبدیل کرنے میں لگے رہے۔ چنانچہ اس مسجد اقصیٰ کے ایک طرف انہوں نے ایک کنیسہ بنایا اور ایک جانب اپنے گھڑ سواروں کے لیے رہائش گاہ اور ذخیرہ اندوزی کے لیے ایک گودام بنایا، اور نماز پڑھنے والی جگہ خنزیر اور دیگر جانور بسادیئے گئے اور قبہ الصخرہ کے اوپر انہوں نے اپنی سب سے بڑی صلیب نصب کردی تھی۔

۴۔ مسجد اقصیٰ کو جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے آزاد کرایا تو اس جامع مسجد کی اصلاح و تعمیر نو کا حکم دیا تاکہ یہ واپس اسی اصلی حالت پر آجائے جس حالت پر صلیبیوں کے قبضے سے پہلے تھی۔ پھر انہوں نے حلب سے ایک شاندار منبر منگوایا، جس کے بنانے کا حکم اس فتح سے بیس سال پہلے سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ چنانچہ پھر وہ منبر مسجد اقصیٰ میں رکھ دیا گیا تاکہ خطیب اس پر کھڑے ہوکر جمعہ کے دن خطبہ دیا کرے۔ پھر یہ منبر کئی صدیوں تک باقی رہا تا آنکہ سنہ 1969ء، اگست کی اکیس تاریخ کو یہودیوں نے اس کو آگ لگائی اور اسی کے ساتھ انہوں نے نماز پڑھنے والی جگہ جسے المصلی الجامع کہتے ہیں، اسے بھی آگ لگائی۔

۵۔ مسجد اقصیٰ کو جب سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء میں یہودیوں نے ہتھیایا تو انہوں نے سب سے پہلے دیوارِ براق پر قبضہ جمایا اور وہاں کا نقشہ و نگار تبدیل کردیا اور وہاں کے رہنے والے سب مسلمانوں کو وہاں سے بھگا دیا گیا۔ دیوار براق اور اس کے آس پاس مسلمانوں کی جو یادگار چیزیں انہوں نے ختم کیں اس میں چار جامعات، ایک مدرسہ افضلیہ تھا اور بھی متعدد اسلامی اوقاف تھے اور اس سب کا مقصد یہ تھا کہ یہاں موجود تمام اسلامی اوقاف اور یادگاروں کا نام و نشان مٹادیا جائے اور پھر اس پر اپنے حق کا جھوٹا دعویٰ کھڑا کیا جائے۔

۶۔ مسجد اقصیٰ کو گرانے کے لیے یہودی قابضین وقتاً فوقتاً مختلف چھوٹے بڑے حربے اختیار کرتے رہتے ہیں۔ حتی کہ اسی کی پیش بندی کے لیے اب تک وہ فلسطین اور خاص کر بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے آس پاس میں کئی سڑکوں اور گراؤنڈز وغیرہ کے

اسلامی شناخت والے نام بھی تبدیل کر چکے ہیں۔ چنانچہ جس جگہ مسجد اقصیٰ قائم ہے اس جگہ کا نام انہوں نے ”جبل ہیکل“ یعنی ہیکل کا پہاڑ رکھ دیا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ پہاڑی جگہ ”جبل بیت المقدس یا جبل مسجد اقصی“ کے نام سے جانی پہچانی جاتی رہی ہے۔ یہ سب اس لیے ہے تا کہ اس مبارک مسجد سے ہر قسم کی اسلامی شناخت ختم کی جائے۔ لیکن ان کی یہ مذموم کاوشیں بالآخر ناکام ہوں گی۔ ان شاء اللہ (نقش جمال، از مدثر جمال تونسوی)

مسئلہ فلسطین:

مسجدِ اقصیٰ اور مسئلہ ٔفلسطین، فقط اہل فلسطین کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک اسلامی مسئلہ اور اسلامی قضیہ ہے اور جب سے اس کی چابیاں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئیں تب سے دُنیا کے تمام مسلمانوں کا حق اِس سے جڑا ہوا ہے، اور یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے صلیبی یلغار کے وقت اپنے جان ومال کی قربانی دے کر اس کی حفاظت بھی کی اور اس کو آزاد بھی کرایا، چنانچہ ایک اسلامی اوقاف کا حصہ ہے اور مسلمانوں کے سپرد کی گئی امانت ہے۔

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کی ہی ہے، چاہے اس پر اَغیار کا قبضہ تھوڑے وقت کے لیے رہے یا زیادہ وقت کے لیے۔ انجام کار یہ حق متقین و مسلمین کا ہی ہے، اور اگرچہ آج اس پر یہودی قابض ہے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہر حال یہ اہل اسلام اور اہل ایمان کے پاس ہی لوٹ کر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ یہ سرزمین اس امت کا حق بنائی ہے جس کے سب سے مقدس دین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مقبول دین ہے، اور یہ امت محمد یہ ہی ہے جسے نبی آخر الزمان خاتم النبیین ﷺ کی بدولت یہ نعمت نصیب ہوئی ہے۔ رومیوں اور صلیبیوں کی یلغار اور مسجد اقصی کی بے حرمتیوں کے وقت یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے اس کے لیے اپنے جان و مال کو فدا کیا، اگر یہ یہودیوں کا حق ہے تو پھر تاریخ کے ہر مشکل دور میں یہ یہودی کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ اور کیوں کر ایسا ہوا کہ ہر مشکل وقت میں امت مسلمہ نے ہی اس مقدس مقام کی پہرے داری کی اور اس کے آداب و حرمات کو ملحوظ رکھا!!

مسجد اقصیٰ اہل اسلام کی ہے، اس پر تاریخ بھی گواہ ہے اور زمینی و آسمانی حقائق بھی۔ یہ سرزمین اسلامی امانت ہے اور کسی بھی صورت یہ جائز نہیں ہے کہ یہ مقدس سرزمین اس بدبخت قوم کے حوالے کر دی جائے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی قاتل ہے۔ اس لیے مسلمانوں کا یہ عہد ہے کہ اس کا ایک چپے سے بھی اپنے سے دستبرداری نہیں کی جائے گی اور نہ ہی کوئی ایسا عہد و پیمان قبول کیا جائے گا کہ یہودی اس مقدس سرزمین کے رئیس اور اہل اسلام کے سردار قرار پائیں!!

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کو دینی و مذہبی میراث ہے، اس لیے اس کی امامت بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیے، نبی کریم ﷺ کی ترغیبات بھی اس پر موجود ہیں اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے دلوں میں اس کی محبت پیوست کی اور انہیں بیت المقدس

فتح ہونے کی بشارت بھی عنایت فرمائی۔ یہ سب کچھ اسی حقیقت کا اظہار ہے کہ یہ مسجد اور یہ مبارک سرزمین مسلمانوں کی دینی و مذہبی میراث ہے۔ اس لیے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی محبت کے چراغ ہمیشہ اہل اسلام کے دلوں میں روشن رہیں گے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور دشمن کبھی مسلمانوں کے دلوں سے اس کی محبت ختم نہیں کرسکتے اور ان شاء اللہ، قیامت تک یہ محبت باقی رہے گی کیوں کہ یہ سرزمین مسلمانوں کا ایک اہم ٹھکانہ اور طائفہ منصورہ کا مرکز ہے اور دنیا ماضی میں بھی اس کے مناظر دیکھ چکی ہے اور مستقبل میں بھی یہ حقیقت پوری ہو کر رہے گی اور دنیا اس کا مشاہدہ کرکے رہی گی۔ ان شاء اللہ (نقش جمال، از مدثر جمال تونسوی)

مسجد اقصیٰ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ:

روایت ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ مسکراتے نہیں تھے۔ کسی نے پوچھا: سلطان معظم! آپ مسکراتے کیوں نہیں؟

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے جواب دیا:

"حضرت محمد ﷺ جہاں سے معراج پر گئے۔ جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ وہ القدس دشمنوں کے قبضہ میں ہے تو صلاح الدین ایوبیؒ کیسے ہنس سکتا ہے۔"

القدس مسلمانوں کا تھا، مسلمانوں کا ہے اور مسلمانوں کا ہی رہے گا۔ القدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اس کی حفاظت کے لیے ہم اپنی جی جان لگا دینگے۔

ہماری دھڑکن القدس ہے۔ ہماری رگوں میں دوڑنے والا خون القدس ہے۔ ہماری سانسیں القدس ہیں۔ ہماری پیشانیاں القدس میں ان شاء اللہ ضرور ایک دن مسجد اقصیٰ میں رب کے سامنے سربسجود ہونگی۔

نوجوانوں کے لیے پیغام:

میں امت محمد ﷺ سے کہنا چاہتا ہوں کہ:

القدس صرف ارض حرم نہیں بلکہ نبیوں کا وطن ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کو امام الانبیاء کا منصب ملا۔

تمہاری ہی جراتوں سے ارض القدس گونجا تھا۔

یاد رکھو!

ہمیں حضرت عمرؓ کی للکار بننا ہے

صلاح الدینؒ کی گویا تلوار بننا ہے

ہمیں عثمانی سلطنت کا شاہکار بننا ہے

تمہیں لشکر سے اٹھ کر سپہ سالار بننا ہے

تمہیں القدس کی آواز بننا ہے

تمہیں القدس کی پکار بننا ہے

زبان کی للکار سے ہو، قلم کی گفتار سے ہو، دعا کی رفتار سے ہو

ہمیں بس القدس کا چوکیدار بننا ہے، القدس کی عظمت و حرمت کا پہریدار بننا ہے۔

لبیک یا اقصیٰ، لبیک یا ارض مقدس

ہمارے دل القدس کے ساتھ دھڑکتے رہیں گے ہماری زبانیں تادم آخر کہتی رہیں گے

لبیک یا اقصیٰ





احاطہ مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ کا رقبہ:۔

مسجد اقصیٰ کا احاطہ ایک لاکھ 44 ہزار مربع میٹر ہے جس کو مسجد اقصیٰ کمپاؤنڈ کہا جاتا ہے۔ یہ شہر کے بالکل وسط میں واقع ہے۔ یہ مسلمانوں کیلئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد سب سے متبرک مقام ہے جس کو حرم شریف بھی کہا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے دروازے:۔

مسجد اقصیٰ کی چاور دیواری میں لگائے گئے دروازوں کی تعداد ۱۴ ہے یہ سب مسجد کی شمالی اور مغربی سمت میں واقع ہیں۔ ان میں سے چار دروازے یہودیوں نے بند کر رکھے ہیں، اور ایک دروازہ (باب المغاربہ) کو کھولنے اور بند کرنے کا مکمل اختیار بھی انہی کے پاس ہے۔

جو دروازے کھلے ہیں اور انھیں کھولنے اور بند کرنے کا اختیار مسلمانوں کے پاس ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

باب الأسباط، باب حطة، باب العتم، باب الغوانم، باب المطهرة، باب القطانين، باب السلسلة، باب الحديد، باب الناظر -(فتح بیت المقدس)

مسجد اقصیٰ کے مینار:

مسجد اقصیٰ کے چار مینار ہیں جنہیں عہد مملوکی میں تعمیر کیا گیا تھا، ان میں سے تین مینار مسجد کی ایک ہی سمت یعنی مغرب میں واقع ہیں، اور ایک شمالی سمت میں باب الأسباط کے قریب ہے۔ یہ چاروں مینار مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ مینار فخریہ: یہ مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب میں مدرسہ فخریہ کے اوپر اسلامی عجائب گھر کے پہلو میں واقع ہے، اسے قاضی شرف الدین عبد الرحمن نے ۶۷۷ء میں بنایا تھا۔

۲۔ مینار باب الغوانم: یہ مسجد اقصیٰ کے شمال مغرب میں ہے، اور یہ سب سے بڑا مینار ہے۔

۳۔ مینار باب السلسلہ: یہ مسجد کے مغرب میں باب السلسلہ سے چند میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس مینار کو "منارة المحکمتہ" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عہد عثمانی میں یہاں پر ایک عدالت لگائی جاتی تھی۔

۴۔ مینار باب الأسباط: یہ مینار مسجد اقصیٰ کے شمال میں مدرسہ صلاحیہ کے قریب واقع ہے، اور یہ سب سے زیادہ خوبصورت اور انتہائی شاندار مینار ہے، اسے سیف الدین قطلوبغا نے ۷۶۹ء میں تعمیر کیا تھا۔ (فتح بیت المقدس)

احاطہ مسجد اقصی میں کتنی مساجد ہیں۔؟

ا۔ مسجد اقصیٰ (قبلی مسجد)

حرم شریف کے جنوبی حصے میں واقع سرمئی گنبد والی مسجد دراصل مسجد اقصیٰ ہے جس کو مسجد قبلی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی مقام کو قبلہ اوّل قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں کے در و دیوار اور مسجد کے محراب پر خوبصورت خطاطی کی گئی ہے۔

مسجد کے مرکزی محراب کے ساتھ ہی، سلطان صلاح الدین ایوبی کا تاریخی ممبر بھی موجود ہے جس کے اطراف شیشے کے بارڈر بنایا گیا ہے تاکہ یہ تاریخی ممبر محفوظ رہے۔

۲۔ مسجد الصخرہ (ڈوم آف دی راک)

اقصیٰ کمپاؤنڈ کے مرکز میں دنیا کا مشہور ترین چمکتا نظر آتا ہے یہی سونے کے سنہری گنبد والی عبادت گاہ مسجد الصخرہ ہے جس کو یہودی ٹیمپل ماؤنٹ (Temple Mount) کہتے ہیں۔

یہ حرم شریف بلکہ شہر کا بلند ترین مقام ہے جو کہ دراصل ایک پہاڑ ہے۔ مسجد کا گنبد خالص سونے کا ہے جبکہ اس گنبد کے بالکل نیچے متبرک چٹان موجود ہے۔ روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سفر معراج اسی متبرک چٹان سے کیا تھا۔

اسی چٹان کے ساتھ، ایک محراب نظر آتی ہے جس میں موئے مبارک (رسول خدا نبی آخر الزماں کے متبرک بال) رکھے گئے ہیں۔ محراب میں ہاتھ ڈالنے کی ایک خصوصی جگہ بنائی گئی ہے جہاں سے عقیدت مند محراب میں ہاتھ ڈالتے نظر آتے ہیں۔

اسی چٹان کے بالکل نیچے ایک غار بھی ہے جس کو "غار انبیاء" کا نام دیا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ یہاں خدا کے برگزیدہ انبیاء حضرت ابراہیم علیہ سلام، حضرت سلیمان علیہ سلام اور حضرت یعقوب علیہ سلام عبادت کیا کرتے تھے۔

۳۔ مسجد البراق

مسجد الاقصیٰ کمپاؤنڈ کے جنوب مغرب حصے میں مسجد براق ہے۔ اسلامی روایت کے مطابق براق وہی گھوڑا ہے جس پر شب معراج آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا سفر کیا تھا اور جہاں پر براق باندھ گیا وہاں پر عثمانیہ دور میں لوہے کا ایک رنگ لگا دیا گیا تھا۔

۴۔ مسجد خضر علیہ السلام

حرم شریف میں ایک انتہائی چھوٹی مسجد بھی ہے جس کو مسجد خضر علیہ سلام کہا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ و قبۃ الصخرۃ

مسجد اقصی کے نام کا اطلاق پورے حرم قدسی پر ہوتا ہے جس میں سب عمارتیں جن میں اہم ترین قبۃ الصخرۃ ہے جو اسلامی طرز تعمیر کے شاندار نمونوں میں شامل ہے۔

آج کل قبہ کی تصاویر پھیلنے کی بنا پر اکثر مسلمان اسے ہی مسجد اقصیٰ خیال کرتے ہیں حالانکہ فی الواقع ایسی کوئی بات نہیں مسجد تو بڑے صحن کے جنوبی حصہ میں اور قبہ صحن کے وسط میں ایک اونچی جگہ پر واقع ہے۔

مروانی مصلیٰ:

یہ مسجد اقصی کے جنوب مشرق میں واقع ہے، اس کے سولہ برآمدے اور آٹھ دروازے ہیں۔ اسے عہدِ بنو امیہ میں بنایا گیا اور عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں اس سے ایک مدرسہ کا کام لیا جاتا تھا، تب سے اسے مروانی مصلی کا نام دے دیا گیا، پھر

جب صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تو اسے گھوڑوں اور دیگر جانوروں کے باندھنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا حالانکہ یہ محض ایک جھوٹ ہے، جسے یہودی ذرائع ابلاغ نے ہی گھڑا اور منتشر کیا ہے، اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ پر وہ اپنا کوئی حق ثابت کر سکیں۔ (فتح بیت المقدس)

جائے وضو:

یہ سنگ مرمر سے بنا گول شکل کا ایک خوبصورت حوض ہے، اور اس کے وسط میں ایک فوارہ ہے، اس کے چاروں طرف ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں جن سے نمازی حضرات وضو کرتے ہیں۔ یہ جامع مسجد اور قبۃ الصخرہ کے درمیان واقع ہے۔

دیوار براق:

یہ مسجد اقصیٰ کی جنوب مغربی دیوار ہے، جسے حائط البراق کہا جاتا ہے اور اس کی لمبائی ۵۰ میٹر اور اونچائی ۲۰ میٹر ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمان اسے اپنی املاک میں شمار کرتے ہیں، جبکہ یہود اسے "دیوار گریہ" کا نام دیتے ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کا بقیہ حصہ ہے۔ (فتح بیت المقدس)

احاطہ اقصی میں کنویں:

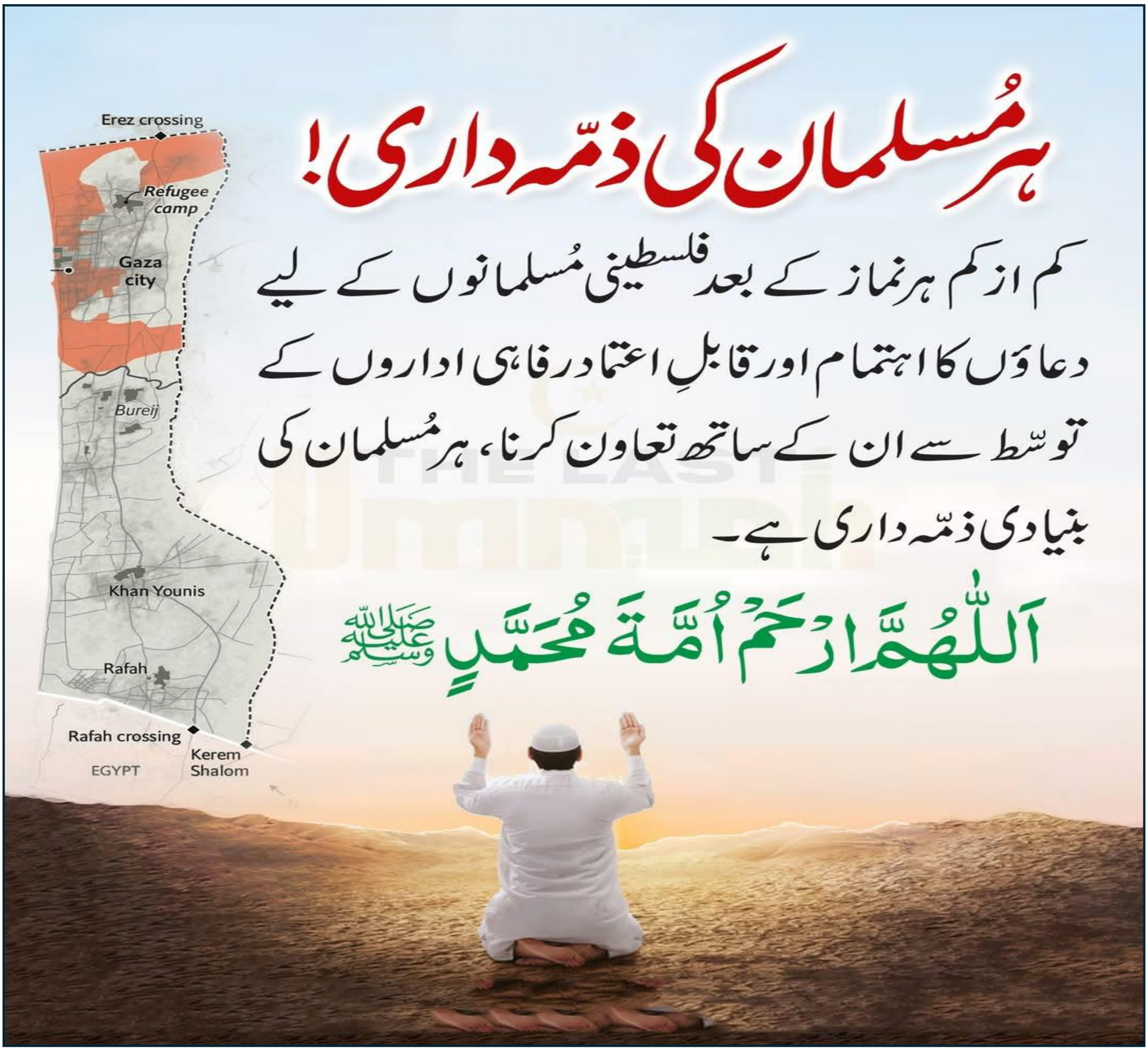
مسجد اقصیٰ کے صحن میں کئی کنویں موجود ہیں جن کی تعداد تقریبا ۲۶ ہے۔ یہ کنویں مسجد اقصی کی چار دیواری کے اندر کھودے گئے ہیں، تاکہ بارشوں کا پانی انہی کنووں میں جمع ہوتا رہے اور ضائع نہ ہو۔ یہ کنویں پکے پتھر سے بنے ہوئے ہیں اس لئے ان میں کم ہی کوئی کنواں خراب ہوتا ہے۔ کنویں کا منہ تنور کے منہ کی طرح تنگ اور گول ہوتا ہے، اور اس پر ایک بڑا ڈھکن رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اس کے اندر کوئی چیز نہ گرے، ہر کنویں کا الگ الگ نام ہے اور ان سے نمازیوں کے علاوہ بیت المقدس کے دیگر رہائشی بھی مستفید ہوتے ہیں۔ (فتح بیت المقدس)

پانی کی سبیلیں:

مسجد اقصیٰ کے صحن میں پانی کی گیارہ سبیلیں موجود ہیں، ہر ایک کا الگ الگ نام ہے، ان میں مشہور ترین سبیل "سبیل قایت بائے" ہے جو کہ عہد مملوکی کے اعلیٰ فن تعمیر کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ سبیل باب السلسلہ اور باب القطانین کے درمیانی صحن میں واقع ہے، اسے سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے، اس کے اوپر ایک خوبصورت قبہ ہے اور چاروں طرف پانی پینے کے لیے کھڑکیاں بنی ہوئی ہیں۔

چبوترے:

مسجد اقصی علمی حلقوں کے ساتھ مشہور رہی ہے، کیونکہ بہت سارے نامور علماء بے شمار طالب علموں کو پڑھاتے رہے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک چبوترہ خاص ہوتا تھا جو کہ زمین کی سطح سے ایک یا دو سیڑھیوں کے برابر اونچا بنایا جاتا تھا، اور اس کی ایک سمت ایک چھوٹی سی محراب بھی تعمیر کی جاتی تھی جس کی طرف پیٹھ کر کے استاذ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے طالب علموں کو درس دیا کرتا تھے۔ اب بھی مسجد اقصیٰ کے صحنوں میں اس طرح کے تیس کے قریب چبوترے موجود ہیں ۔



القدس کی تاریخ

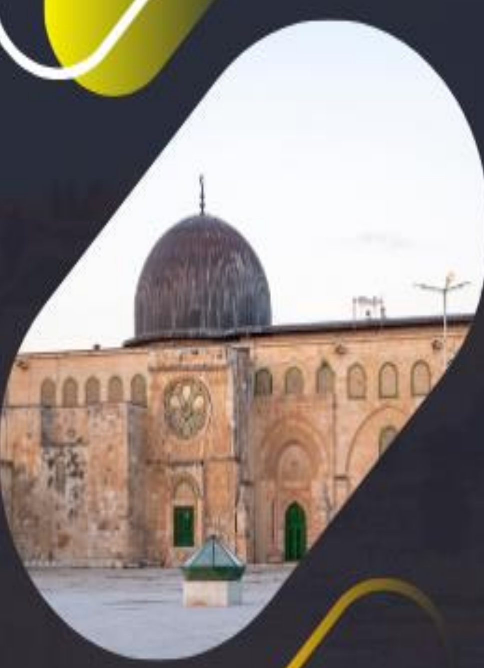


- ۱۸۵۰ قبل مسیح حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں آئے اور یہاں کے بادشاہ سے ملے۔
- ۹۷۰ـ۹۳۱ قبل مسیح القدس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت رہی۔
- ۵۸۷ قبل مسیح بخت نصر کے ہاتھوں یہ تباہ کر دیا گیا اور یہاں کے یہودی قیدی بنا لیے گئے۔
- ۱۳۵ میں رومی بادشاہ ھدریان نے یہاں سے یہود کو نکال باہر کیا۔
- ۴۰۰-۶۳۶ میں القدس بزنطینی استعمار کے زیر نگیں رہا۔
- ۱۵ ھجری، ۶۳۶ عیسوی میں مسلمانوں نے معرکہ یرموک کے بعد ان علاقوں کو آزاد کرایا۔
- ۱۷ ہجری، ۶۳۸ء میں ۳۰۰۰ صحابہ نے اسے فتح کیا اور یہاں کے پادری صفرونیوسی نے شہر کی چابیاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں اور معاہدہ کیا۔
- ۴۹۳ ہجری، ۱۰۹۹ء میں صلیبیوں نے یہاں پر قبضہ کیا۔
- ۵۸۳ ھجری، ۱۱۸۷ء میں معرکہ حطین میں صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے صلیبیوں کو شکست فاش دی اور القدس کو آزاد کرایا۔
- ۶۵۸ ھجری، ۱۲۶۰ء میں معرکہ عین جالوت ہوا جس میں القدس کو تاتاریوں سے آزاد کرایا گیا۔

- ۹۲۳ ہجری، ۱۵۱۶ء میں عثمانی خلافت نے اسے اپنا حصہ بنالیا۔
- ۱۳۳۶ ہجری، ۱۹۱۷ء میں پہلی جنگ عظیم ہوئی، خلافت عثمانیہ ختم کر دی گئی اور القدس انگریز کے قبضے میں چلا گیا۔
- ۱۹۱۷ء میں ''بالفور'' معاہدہ ہوا اس کے تحت یہاں یہودی ریاست قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا۔
- ۱۳۶۸ ہجری، ۱۹۴۸ء میں فلسطین کے ۷۸ فیصد علاقے میں اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔
- جبکہ ۱۳۸۷ ہجری، ۱۹۶۷ء میں یہود نے فلسطین کے باقی ماندہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔
- ۱۴۰۸ ہجری، ۱۹۸۷ء میں یہودیوں کے خلاف جدوجہد کا اعلان کر دیا گیا۔ انگریز کے قبضے میں چلا گیا۔
- ۱۹۱۷ء میں "بالفور معاہدہ ہوا اس کے تحت یہاں یہودی ریاست قائم کرنے کا
- وعدہ کیا گیا۔
- ۱۳۶۸ ہجری، ۱۹۴۸ء میں فلسطین کے ۷۸ فیصد علاقے میں اسرائیلی ریاست کے
- قیام کا اعلان کر دیا گیا۔
- ۱۳۸۷ ہجری، ۱۹۶۷ء میں یہود نے فلسطین کے باقی ماندہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔
- ۱۴۰۸ ہجری، ۱۹۸۷ء میں یہودیوں کے خلاف جدوجہد کا اعلان کر دیا گیا۔



انبیاء و علماء کی سرزمین



دنیا کے اندر بہت سے خطے ایسے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے مشہور ہیں۔ برف کے اعتبار سے انٹار کٹیکا اور جنگلات کے حساب سے افریقہ مشہور ہے۔ اسی طرح اس ارض پر ایک خطہ ایسا بھی ہے جس کو ''سرزمین انبیاء'' کہا جاتا ہے۔ اس مقدس و بابرکت سرزمین کو ''فلسطین'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس سرزمین پر بہت سے انبیاء علیھم السلام مبعوث ہوئے، اسی سرزمین پر انبیاء علیھم السلام نے علم توحید کو بلند کیا۔ اسی سرزمین پر انبیاء علیھم السلام نے اپنی اپنی قوموں کو دعوت ''اسلام'' دی۔

عراق سے اسی سرزمین کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت فرمائی۔ اسی سرزمین پر حضرت اسحاق علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوت کا فریضہ سرانجام دیا۔ بعد ازاں حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف مصر منتقل ہوئے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر اس سرزمین کی طرف عازم ہوئے۔ اس وقت اس سرزمین پر ایک جابر قوم کا قبضہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاد کے ذریعے اس سرزمین کو فتح کا حکم دیا۔ قوم نے انکار کر دیا جس پر انہیں میدان تیہ میں چالیس سال تک سرگرداں رہنے کی سزا ملی۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا سے پردہ فرماگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں بنو اسرائیل نے اس مقدس سرزمین کو فتح کیا۔

اسی مقدس سرزمین پر حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کا تاج پہنایا گیا، اسی سرزمین پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت و بادشاہت عطا ہوئی۔ ایسی بادشاہت عطا ہوئی جو نہ پہلے کسی کو عطا ہوئی اور نہ ایسی بادشاہت عطا ہوگی۔ اسی سرزمین پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی حکومت کے شایان شان مسجد اقصیٰ کی تعمیر فرمائی۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت یحیٰ علیہ السلام بھی اسی مبارک سرزمین کی طرف مبعوث فرما گئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانے میں ہی حضرت مریم پیدا ہوئیں اور ان کے بطن سے بن باپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو دعوت دیتے رہے۔ جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ایک وقت آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی مبارک سرزمین پر اُتارا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی سرزمین پر عدل و انصاف قائم کرینگے۔

نبوت کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر آکر مکمل ہوا۔ آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کو نبوت بھی مکہ میں عطا کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سرزمین کی سیر کرائی اور اسی مبارک سرزمین پر آپ ﷺ کو امام الانبیاء علیہم السلام کا منصب عطا کیا گیا۔

اسی طرح یہ سرزمین انبیاء علیہم السلام کے وارثین "علماء" کا بھی مسکن رہا ہے۔ وہ علماء جو اسی سرزمین پر پیدا ہوئے اور علمی دنیا کے بے تاج بادشاہ قرار پائے۔

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ اسی سرزمین کے شہر "غزہ" میں پیدا ہوئے۔ چار معروف فقہی مذاہب میں "شافعی مذہب" کی نسبت انہی کی طرف ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اسی سرزمین کے مغربی ساحل میں واقع شہر "عسقلان" میں پیدا ہوئے۔

فقہاء حنابلہ کے مشہور عالم اور حنابلہ کی کتاب "المغنی" کے مصنف امام ابن قدامہ المقدسیؒ اسی سرزمین کی ایک بستی "نابلس" میں پیدا ہوئے۔

مشہور محدث، کتاب "عمدۃ الاحکام" کے مصنف الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی بھی اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔

علماء حنابلہ کے مشہور عالم دین "الآداب الشریعہ" کے مؤلف امام ابن مفلح المقدسیؒ اسی سرزمین ے تعلق رکھتے تھے۔

نامور حنبلی عالم "الانصاف فی معرفتہ الراجح من الخلاف" کے مصنف امام علاؤالدین المرداویؒ اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔

شارح صحیح البخاری امام احمد بن حسین الرملیؒ اسی سرزمین کے شہر "رملۃ" میں پیدا ہوئے۔

ان کے علاوہ فاتح اندلس موسیٰ بن نصیر جن کی دعوت پر طارق بن زیادؒ اسلام لائے اور اسلامی فوج کے کمانڈر بنے کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا۔

یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ ارض مقدس انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروں کاروں کا ہی مسکن رہا۔ یہ ارض پاک مسلمانوں کا تھا، مسلمانوں کا ہے اور مسلمانوں کا ہی رہے گا۔

یہ ارض مقدس ان کا ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی دوتِ توحید کو قبول کیا اور اسی پر عمل پیرا رہے۔

ایک وقت تھا کہ اس پاک سرزمین سے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔

اسی سرزمین نے علماء کو وجود بخشا۔ اسی سرزمین سے علم کے چشمے پھوٹے، اسی سرزمین سے توحید کی صدائیں بلند ہوئیں۔

آج وہ وقت ہے یہ پاک سرزمین پکار رہی ہے۔ یہ سرزمین امت مسلمہ کی طرف دیکھ رہی ہے۔ یہ سرزمین آس لگائے بیٹھی ہے۔ یہ سرزمین جھنجھوڑ رہی ہے۔ یہ سرزمین آواز دے رہی ہے، یہ سرزمین آنسو ٹپکا رہی ہے۔

اس پاک سرزمین کی جانب متوجہ ہو جاؤ، اس پاک سرزمین کی آواز کو محسوس کرو، اس پاک سرزمین کے پیغام پر کان دھرو، اس پاک سرزمین کی حفاظت کرو۔

انبیاء علیہم السلام، علماء، اسلامک کمانڈرز نے اسی پاک سرزمین پر آکر ہمیں یہ پیغام دیا تھا کہ

یہ سرزمین مسلمانوں کی تھی، مسلمانوں کی ہے اور مسلمانوں کی ہی رہے گی۔

میری ایک بات یاد رکھنا! اگر آج ہم نے اس سرزمین کی پکار نہ سنا تو ایک دن ہمارے پیروں کے نیچے کی زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی جائے گی۔

امن، اخوت، چاہت، قانون کے دائرے میں رہ کر اس سرزمین کی آواز بنو، اس سرزمین کے بارے میں لکھو، اپنے بچوں کو بتاؤ، دعائیں کرو، مصنوعات کا بائیکاٹ کرو اور اس سرزمین سے اپنی محبت کا کھلے دل سے اظہار کرو۔



فتوحات بیت المقدس

تین فتوحات بیت المقدس کا ذکر آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

فتح بیت المقدس زیر قیادت حضرت یوشع بن نون علیہ السلام:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل جب فرعون مصر اور اس کی افواج سے نجات پا کر فلسطین کی طرف جا رہے تھے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے کہا تھا:

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِيْنَ (سورة المائدہ21)

ترجمہ:"اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کر دی اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے۔"

اس وقت فلسطین اور بیت المقدس پر عمالقہ حکمرانی کرتے تھے جو کہ ایک زبردست قوم تھے لہذا اس مقدس سرزمین میں داخلے کے لیے ان کے خلاف جہاد کرنا ضروری تھا، لیکن بنو اسرائیل اس پر آمادہ نہ ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے تم اور تمھارا پروردگار دونوں جا کر ان سے لڑائی کر لو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اب یہ پاک سرزمین ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے، چنانچہ وہ پیغمبر کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے چالیس سال تک وہیں سرگرداں رہے اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکے۔ اس دوران ان کی نافرمانی

کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں متعدد انعامات سے نوازا، مثلاً بادلوں کا سایہ من وسلویٰ کا نزول، پتھر سے بارہ چشموں کا اجرا وغیرہ۔

اسی اثنامیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ والسلام اس دنیا سے پردہ فرماگئے، اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بناکر بھیج دیا، چنانچہ وہ بنواسرائیل کو لیکر عازم فلسطین ہوئے، عمالقہ کی بہادر فوج کے خلاف انھوں نے جہاد کیا اور بالآخر بیت المقدس کو فتح کرلیا۔ (فتح فلسطین)

سورج روک دیا گیا:۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت یوشع علیہ السلام اپنی فوج کو لیکر آگے بڑھے اور جہاد کرتے کرتے نماز عصر کے قریب بیت المقدس کے پاس پہنچ گئے۔ اب سورج غروب ہونے والا تھا، لہٰذا انھوں نے سورج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اَللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا.(صحيح البخاري،فرض الخمس، باب قول النبي الله أحلت لكم الغنائم ، ح : ٣١٢٤ وصحيح مسلم،الجهاد، باب تحليل الغنائم لهذه الأمة خاصة، ح : ١٧٤٧ ومسند أحمد : ٢/٣٢٥ومنهاج السنة : ٤/١٨٧ والبداية والنهاية : ١/٣٢٣)

"تو بھی اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اللہ ہی کے حکم کا پابند ہوں۔ اے اللہ! اسے غروب ہونے سے روک دے۔"

چنانچہ اللہ نے سورج کو روک دیا اور یوشع بن نون علیہ السلام کو بیت المقدس کی فتح نصیب فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سورج کو کسی انسان کے لیے نہیں روکا گیا سوائے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے، جب وہ بیت المقدس کی طرف جارہے تھے۔" (فتح فلسطین)

فتح بیت المقدس از حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب فتوحات کا آغاز ہوا۔ سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے ملک شام فتح کیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ نے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو اپنی فوج کا رخ بیت المقدس کی طرف کرنے کا حکم دیا۔ ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے خلیفۃ المسلمین کے حکم پر لبیک کہا اور پانچ ہزار فوجیوں

کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے جو اس وقت ایلیا کہلاتا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی زیر قیادت فوج اردن پہنچی تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے اپنے نمائندہ کے ہاتھ اہل ایلیا کے نام ایک خط روانہ کیا جس کا متن یوں تھا:

ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی طرف سے ایلیا کے پادریوں اور رہائشیوں کے نام!

''سلامتی ہے ہر ایسے شخص پر جس نے سیدھا راستہ اختیار کیا، اللہ پر ایمان لایا اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کیا۔

امابعد! ہم تمھیں دعوت دیتے ہیں کہ "لا اِلٰہ اِلا اللہ محمدٌ رَّسُولُ اللہِ" کی گواہی دو، اور تمھیں خبر دار کرتے ہیں کہ قیامت بلاشک آنے والی ہے، اور اللہ تعالی ہر شخص کو قبر سے اٹھانے والا ہے، اگر تم ان باتوں کی گواہی دیتے ہو تو ہم پر تمھارا خون، مال اور تمھاری اولاد حرام ہو جائے گی، اور تم ہمارے بھائی ہو گئے، اور اگر تم نے ان باتوں سے انکار کر دیا تو تمھیں ذلیل ہو کر ہم کو جزیہ ادا کرنا ہو گا، اور اگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا تو یاد رکھو! میں تمھارے پاس ایسی فوج لے کر آیا ہوں کہ اسے موت اتنی ہی محبوب ہے جتنا تمھیں شراب نوشی کرنا اور خنزیر کا گوشت کھانا محبوب ہے، اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں پلٹوں گا جب تک تمھاری فوج کو قتل نہ کر دوں اور تمھاری اولاد کو قیدی نہ بنالوں۔'' (اتحاف الأخصا بفضائل المسجد الأقصی للسیوطی ۲۲۷/۱ اور الأنس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل لمجیر الدین الحنبلی (۱/۳۷۰)

اس خط میں مذکورہ پہلی دونوں باتوں سے اہلِ ایلیا نے انکار کر دیا، جس پر اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے اپنی فوج کو بیت المقدس کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔ تقریباً چالیس دنوں تک محاصرہ جاری رہا، بالآخر اہل ایلیا اس شرط پر صلح کرنے کے لیے تیار ہو گئے کہ مسلمانوں کے خلیفہ خود بیت المقدس آئیں اور صلح نامے پر دستخط کریں۔ سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے اس سلسلے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کو ایک خط لکھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے خط پڑھ کر صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔

مستدرک حاکم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ جب بیت المقدس کو جا رہے تھے ایک جگہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اپنی اونٹنی سے نیچے اترے، اپنے موزوں کو اتار کر کندھوں پر رکھ لیا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور اس جگہ کو عبور فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! آپ اس حالت میں گھاٹ عبور کرتے ہیں! اگر ایلیا والے آپ کی اس حالت کو دیکھ لیتے ہیں تو مجھے اس سے خوشی نہیں ہو گی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: "کاش یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا۔ یادرکھو! ہم ایک انتہائی ذلیل قوم تھے، اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی، اور اگر ہم اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ ہمیں ذلیل کرکے چھوڑے گا۔ (مستدرک حاکم: ۲۱۴۲۲/۱، الصحیحۃ: ۵۱)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس پہنچے اور ایک صلح نامے پر دستخط کردیے، جس کی رو سے اہلِ ایلیا پر لازم تھا کہ وہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالے کردیں، اور انھیں جزیہ ادا کرتے رہیں۔ اس کے بدلے میں مسلمانوں پر لازم تھا کہ وہ اہلِ ایلیا کی جان، عزت اور ان کے مال و دولت کی حفاظت کریں گے، اور اہل ایلیا کو آزادی حاصل ہوگی کہ وہ چاہیں تو مسلمان ہو جائیں اور چاہیں تو اپنے دین پر قائم رہیں۔ اس معاہدے کی دیگر شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ بیت المقدس میں نصرانیوں کے ساتھ کوئی یہودی رہائش نہیں رکھے گا۔

اس معاہدے کے گواہ درج ذیل صحابہ کرامؓ تھے:

۱۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ۲۔ عمرو بن العاصؓ ۳۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ۴۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ

اس معاہدہ کے بعد مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے حوالہ کردی گئی۔

فتح بیت المقدس از صلاح الدین ایوبیؒ:۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبیوں سے بیت المقدس آزاد کرانے کے لیے جدوجہد شروع کی، اللہ کی مدد و نصرت کے ساتھ فتوحات کرتے گئے۔ نصرانیوں نے سلطان کے خوف سے بیت المقدس کے چاروں اطراف مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے، یہ ایسے قلعے تھے جنھیں فتح کرکے بیت المقدس کے اندر داخل ہونا آسان نہ تھا۔

سلطان فتوحات کرتے آگے بڑھ رہے تھے اور رجب ۵۸۳ / ۱۱۸۷ء کو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی سربراہی میں اسلامی فوج بیت المقدس کے مغرب میں محاصرہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اپنی ی وجوں نے چاروں طرف سے بھرپور حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سلطان کا حکم پاتے ہی اسلامی فوج نے بھرپور حملہ کیا، نصرانیوں سے اسلامی فوج کی گھمسان کی لڑائی ہوئی جسمیں بہت سارے مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے شہر کی شمال مشرقی دیوار میں نقب لگائی، یہ نقب اتنی زوردار تھی کہ اس طرف سے نصرانیوں کو پسپا ہونا پڑا۔ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو جب اس دیوار پر فتح حاصل ہوئی تو نصرانیوں کی باقی فوج کے حوصلے بھی پست ہو گئے، اس صورت حال کو دیکھ کر نصرانیوں کے سپہ سالار نے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو صلح کا پیغام بھجوادیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے صلح کی پیش کش قبول کر لی بشرطیکہ نصرانی ہر بالغ مرد کی طرف سے دس دینار، ہر نابالغ بچے کی طرف سے دو دینار اور ہر عورت کی طرف سے پانچ دینار مسلمانوں کو ادا کریں، اور جو بھی اس شرط کو پورا کرنے سے عاجز ہو گا وہ قیدی شمار ہو گا۔ یوں سولہ ہزار نصرانی قیدی بنا لیے گئے اور باقیوں کو فدیے کی ادائیگی کے بعد چھوڑ دیا گیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ بطور فاتح مورخہ ۲۷ رجب ۵۸۳ھ بروز جمعہ بیت المقدس کی پاک سرزمین میں داخل ہوئے، مسجد اقصیٰ میں لگائی گئی نصرانیوں کی صلیب کو مسمار کیا اور فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔

قاضی محمد بن ابی الحسن کا خطبہ:۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی فتح کے بعد شعبان ۵۸۳ھ بروز جمعہ کو مسجد اقصیٰ میں القاضی محمد بن ابی الحسن نے ایک یادگار خطبہ دیا:

"اے لوگو! اللہ کی رضا پر خوش ہو جاؤ، کیونکہ وہی ہے جس نے اس گم شدہ قیمتی متاع کی واپسی آسان فرمائی، اور تقریباً سو سال کے بعد اسے مشرکوں سے چھین کر تمھاری طرف لوٹا دیا، اور وہی ہے جس نے اس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک کیا، اور ہمیں اس میں علم توحید بلند کرنے کی توفیق دی۔ اس مسجد کی بنیاد میں توحید و تقویٰ پر قائم ہیں۔ یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وطن ہے، اور یہیں سے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو معراج کے لیے لے

جایا گیا۔ یہیں تمھارا پہلا قبلہ ہے، یہاں آکر انبیاء علیہم السلام ٹھہرے اور اولیاء رحمہم اللہ نے اس کا قصد کیا۔ یہاں متعدد رسول دفن ہوئے، یہاں اللہ کی وحی اتری۔ یہ سرزمین محشر ہے، اور یہیں سے لوگ حساب و کتاب کے لیے منتشر ہونگے۔ یہ گھر اس مقدس سرزمین پر واقع ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد یہی وہ تیسری مسجد ہے۔ جس کی طرف باقاعدہ ثواب کی نیت سے سفر کرنا مشروع ہے۔

تمھیں مبارک ہو کہ تم نے قادسیہ، یرموک اور خیبر کی یادیں تازہ کر دیں۔ اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرو، کیا یہ وہی گھر نہیں جس کی تمام رسولوں نے تعریف کی، اور اس میں چاروں آسمانی کتابوں کی تلاوت کی گئی؟ کیا یہ وہی گھر نہیں جس کی وجہ

سے اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون ف علیہ السلام کے لیے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا؟ کیا یہی وہ گھر نہیں جسے آزاد کرانے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاد کرنے کا حکم دیا؟ چنانچہ پوری قوم میں سے صرف دو آدمیوں نے ان کی بات کو قبول کیا اور باقیوں نے انکار کر دیا، پھر کیا اللہ تعالیٰ ان پر ناراض نہیں ہوا؟ اور چالیس سال تک انھیں میدان تیہ میں سرگرداں نہیں رکھا؟

سو تم اللہ تعالی کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں کوئی سزا نہیں دی اور تمہیں اکٹھے ہو کر جہاد کرنے اور اس گھر کو آزاد کرانے کی توفیق دی تمہیں ایک بار پھر مبارک ہو کہ اللہ نے تمہیں اس گھر میں علم توحید لہرانے اور عقید و تثلیث روند ڈالنے کی ہمت دی۔ اب اللہ تم پر راضی ہے، اور فرشتے تمہاری مغفرت کے لیے دعا گو ہیں، اب اس فتح مبین کے بعد تم اللہ سے ڈرو، اوراس کی نافرمانی نہ کرو، اور جہاد جاری رکھو، کیونکہ یہ سب سے افضل عبادت ہے۔ تم اللہ کے دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تم دین الہٰی کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا تم اللہ کا شکر ادا کر دو اللہ تمھیں اور زیادہ عطا کرے گا۔ تم زمین پر پھیل جاؤ اور اسے نجاست، کفر و شرک سے پاک کر دو، کفر کی جڑیں اکھاڑ دو، اور اس کی شاخیں توڑ ڈالو۔ اب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غالب اور کفر کو ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ اب وقت ہے کہ پر عزم ہو کر نکل کھڑے ہو اور اللہ اکبر کی صدا بلند کرو۔ "(فتح بیت المقدس)





مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل

ایم راقم نقشبندی

وہ تین سو تیرہ کی روایت کو جگا دے
دکھلا تو جوہر ،مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل
تو نعرہءِ تکبیر سے مٹی میں ملادے
دشمن کا ہنر، مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل
چھٹ جائے گی ظلمت کی یہ تاریکی جہاں سے
لے شوقِ سحر، مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل
مایوس نہ ہو نصرت رب تجھ کو ملے گی
کر تو بھی سفر، مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل
شمشیر اٹھا دشمن رحمان کو فوراً
کر زیر و زبر، مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل
راقم ترے اشعار سے معلوم ہوا یہ
دیتے ہیں خبر، مسجدِ اقصیٰ کی طرف چل

پھولوں کے گرتے آنسو



آپ نے دنیا کے اندر کئی طرح کے پھول دیکھے ہونگے۔ رنگ برنگے، خوبصورت، خوشبودار پھولوں کی اقسام دیکھی ہونگی۔ ہر پھول کی الگ الگ خوشبو سے بھی استفادہ کیا ہوگا۔ ان پھولوں کو آپ نے اپنے گھر کے باغیچے میں خوبصورتی کے لیے لگائے ہونگے۔ کسی مہمان کو بطور استقبال بھی دیے ہونگے۔

اس سب کے باجود کیا آپ نے کبھی "پھولوں" کو روتے دیکھا۔؟ رب کے سامنے مانگتے دیکھا۔؟ التجائیں کرتے دیکھا۔؟ آس لگاتے دیکھا۔۔۔؟

اگر نہیں دیکھا تو آئیں میں آپ کو ان خوبصورت پھولوں کے ملک میں لیے چلتا ہوں۔

یہ ملک کوئی اور نہیں بلکہ وہ میرا، آپ کا، بلکہ ہم سب کا پیارا "فلسطین" ہے۔ جہاں ہمارا قبلہ اول ہے۔ جہاں کی سرزمین بابرکت ہے۔ جہاں کی زمین کو حشر کی زمین قرار دیا گیا۔ جس زمین کو "سرزمین انبیاء" کہا گیا۔ جس سرزمین پر فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "امام الانبیاء" کا منصب عطا کیا گیا۔ جس سرزمین سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج پر لے جایا گیا۔

اسی سرزمین پر آج کل آپ کو ننھے ننھے پھول نظر آئیں گے۔ کہیں آپ کو مسکراتے ہوئے، کہیں آپ کو زخم لگے ہوئے تو کہیں آپ کو یہ پھول کفن میں لپٹے ہوئے نظر آئیں۔

کہیں یہ پھول اپنوں کو ڈھونڈتے ملینگے، کہیں وہ اپنوں کو یاد کر رہے ہونگے، کہیں وہ سیسہ پلائی بنی دیوار ہونگے اور کہیں لفظ "ماں" پکار رہے ہونگے۔

کہیں آپ کو اپنوں کے جنازے اٹھاتے ہوئے ملینگے، تو کہیں آپ کو رب کے حضور دعاؤں یا التجاؤں میں ملینگے۔

کہیں یہ پھول اپنوں کو گلے لگا رہے ہونگے، کہیں ماں کی آنچل میں یہ نظارے دیکھ رہے ہونگے۔ کہیں بہن کو اپنی حیثیت کے مطابق پناہ دیتے ہوئے اور کہیں اپنے والد کو آسودہ خاک کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

یہ ایسے پھول ہیں جو نہ تو کسی حکمران کو نظر آتے ہیں، نہ کسی این جی او کو نظر آتے ہیں اور نہ دنیا میں مگن شخص کو نظر آتے ہیں۔

کیوں۔۔۔؟

کیونکہ ایک تو یہ مسلمان ہیں دوم یہ "اقصی" کے ابابیل ہیں۔

اس لیے ہر حکمران کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اسی لیے قلم بند ہیں، سپر پاور بیان بازی پر ہیں، میڈیا کو دکھائی نہیں دیتا، عدالتیں کی آنکھوں پر ویسے پٹی بندھی ہوئی ہے۔

آپ لوگوں نے پھولوں سے خوشبو کو محسوس کیا ہو گا پر خون نہیں۔

آئیں آپ کو اس سرزمین پر ان پھولوں سے خون نکلتا ہوا دکھاؤں، آئیں پھولوں اپنے خون سے زمین لال کرتے ہوئے دکھاؤں، آئیں ان پھولوں کو اپنے خون سے اپنی سرزمین سینچتے ہوئے دکھاؤں۔

آؤ غیرت مند لوگو تمہیں ان پھولوں کو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تمہارے لیے دعائیں کرتا دکھاؤں۔

آؤ ان کی وہ دعائیں سناؤں شاید تمہیں غیرت آجائے، شاید ان کی آواز تم تک پہنچ جائے۔

ہے ہمت تو سنو

ایک پھول نے آخری لمحات میں کہا:

"رب سے جا کر سب کہو نگی۔"

اور سنو

دوسرے پھول نے کہا:

"کل قیامت کے دن رب کے سامنے مسلمانوں تمہارا گریبان پکڑوں گا۔"

ہمت ہے تو صرف صحافت نام کی کرنے والو تم بھی سمجھ لو۔ ہر تصویر کھینچنا ضروری نہیں ہوتا اور ہر تصویر خبر نہیں ہوتی۔

ایک پھول نے ایسی صورت حال میں کہا تھا:

"انکل! میری تصویر مت کھینچو میں حجاب میں نہیں ہوں۔"

دنیا سے غربت ختم کرنے والو، فنکشن کے نام پر کھانا ضائع کرنے والو، اپنے دستر خوان پر طرح طرح کے پکوان سجا کر دعوت اُڑانے والو

ایک پھول کی دعا دل تھام کر سنو۔

"یااللہ! مجھے جنت بلالو، کم از کم کھانا تو کھالوں گا۔"

ان دعاؤں کو پڑھ کر اگر غیرت نہیں آئی تو محلات چھوڑو چند لمحے ان کے ساتھ رہ کر دیکھو، تب بھی غیرت نہ آئے تو ڈوب مرو۔

یادرکھو! بادشاہی ہمیشہ نہیں رہتی، ریشم کے بستر ہمیشہ نہیں رہتے، تمہاری دنیا کی دولت ہمیشہ نہیں رہتی۔

اگر آج تمہاری زبانیں بند رہیں، اگر آج تم موت کے خوف سے ان کے لیے اقدامات نہیں کرتے تو ایک دن آئے گا کہ تم بھی اسی میں شامل کر دیے جاؤ گے۔

پھر پکارو گے تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔

مسلمان کا خون بھی اسی طرح خون ہے جس طرح تمہارا خون ہے۔ مسلمان کے بچے ویسے ہی ہیں جیسے تمہارے بچے ہیں۔ مسلمان بھی اس دنیا میں ویسے جیتا ہے جیسے تم جیتے ہو۔

عبرت حاصل کرو ورنہ ایک دن تم عبرت کا نشان بنا دیے جاؤ گے۔

آج اگر ان پھولوں کے لیے آواز نہ اٹھائی گئی تو ذہن نشین کر لو، تمہاری کوئی آواز نہیں سنے گا۔

اگر آج ان پھولوں کی حفاظت نہ کی گئی تو وقت آئے گا کہ تمہارے بچوں کی حفاظت بھی نہیں کی جائے گی۔

اٹھو! آگے بڑھو، خدا تمہاری مدد نصرت کرے گا۔

خدارا! بائیکاٹ ضرور کیجئے



گزشتہ برس اکتوبر سے جاری غزہ پر اسرائیلی حملوں کے خلاف مسلم ممالک خصوصاً پاکستان میں ایسی غیر ملکی کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا تھا جن کے مالکان یہودی ہیں اور وہ غیر قانونی صہیونی ریاست کو فنڈنگ فراہم کرتے ہیں۔ خصوصاان کمپنیوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا جن کمپنیوں نے فرنٹ پر آکر صہیونی ریاست کے دفاع کا اعلان کیا۔اس مہم کا اثر ہوا اور مسلم ممالک میں ان تمام کمپنیوں کے بائیکاٹ کی مہم زور پکڑ گئی ،بالخصوص پاکستان میں اس مہم پر خصوصی طور پر عمل کیا گیا۔ایک سروے کے مطابق شروع میں 60 سے 65 فیصد لوگوں نے ان مصنوعات کا بائیکاٹ کیا اور آہستہ آہستہ یہ تعداد 80 فیصد سے 84 فیصد تک جا پہنچی۔اس چیز کا کمپنیوں پر گہرا اثر ہونا شروع ہوا۔انہوں نے نقصان سے بچنے لیے اپنی مصنوعات پر آفرز لگادی گئیں کہ کمپنیوں کو نقصان سے بچایا جاسکے۔یہ بائیکاٹ اور مصنوعات پر آفرز اس بات کا ثبوت تھے کہ کمپنیوں کو خاطر خواہ نقصان اٹھانا پڑرہا ہے۔ایک صاحب کے دعویٰ کے مطابق پاکستان میں کوک کمپنی تقریباً23 ارب روپے صہیونی ریاست کو فنڈ کرتی ہے،اگر اس بات میں صداقت ہے تو اندازہ لگالیں کہ دنیا بھر سے یہ کمپنی صہیونی ریاست کو کتنا فنڈ کرتی ہوگی۔؟ یہ 23 ارب روپے ہمارے ہیں جو ہم سے لیکر ہمارے ہی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں، نوجوانوں، بچوں اور بوڑھوں پر استعمال کیے جارہے ہیں۔

جو بائیکاٹ مہم اکتوبر 2024 کے بعد سے چلی تھی افسوس آہستہ آہستہ وہ کم سے کم ہوتی چلی گئی۔ہمارے دستر خوان پر دوبارہ وہی مصنوعات آنا شروع ہوگئیں، انہی کی مشروبات ہمارے گھروں کی زینت بن گئیں، وہی کمپنیاں ہماری دکان کی فرنٹ پر لگادی گئیں جن کی خریداری پر ہم صہیونی ریاست کے دست بازو بن گئے۔جو برینڈز بند ہونے کے قریب ہوگئے تھے انہی

برینڈز کے باہر ہماری گاڑیوں کی قطاریں لگ گئیں، ہم ان کی آفرز کے دھوکے میں آکر ان کی مصنوعات کی خریداری شروع کردی۔

اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ مہم سے بچنے کی حیلے بہانے کرنے والو! اور یہ بتانے والو کہ ان مصنوعات کا ذائقہ دیگر مصنوعات سے اچھا ہے، یہ کہنے والو کہ ہمارے بچوں کو یہ ذائقہ پسند ہے، سینہ تان کر کہنے والو دیگر مصنوعات ان مصنوعات کے ہم پلہ نہیں ہیں۔ کل قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے۔؟

جب یہی کمپنیاں تمہارے ہی پیسوں سے ایک دہشتگرد ریاست کو فنڈ فراہم کرتی ہے کہ نہتوں پر فاسفورس گراؤ، ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑو، ان کے بچوں کو یتیم کرو، ان کی ماؤں اور بہنوں کے آنچل چھین لو، ان کے بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام کردو۔

کیا یہ بچے، کیا یہ بوڑھے، کیا یہ نوجوان، کیا یہ مائیں، کیا یہ بہنیں کل قیامت کے دن محشر کے میدان میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے، رب کے حضور تمہارا گریبان نہیں پکڑیں گے کہ یہی لوگ مصنوعات خریدتے تھے اور انہی کے پیسوں سے ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔ ایک وقت کے لیے آنکھیں بند کرکے اس بات کو تصور میں لائیں کہ اس وقت ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔؟ یہاں تو ہم حیلے بہانے کررہے ہیں وہاں کیا کریں گے۔؟ وہاں رب کو کیا بتائیں گے۔؟

ہے جواب۔؟

غزہ کے باسی تمام زمینی راستے بند ہونے پر رب کے حضور کہ گئے۔

یا اللہ! اب سارے سہارے بند ہو گئے ہمارا سہارا بس آپ ہی ہیں۔

اپنوں کے کی جدائی برداشت کرکے وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے۔

یا اللہ! ان لوگوں کی بخشش نہ کرنا۔

ہمارے بے حسی، بے بسی کو دیکھ کر اہل غزہ کے کہنے پر مجبور ہوگئے کہ

یارسول اللہ (ﷺ)! ان کی شفاعت نہ کرنا۔

وہاں کے ڈاکٹر کہنے پر مجبور ہوگئے۔

غزہ! آخری سانس لے رہا ہے، ہم نے تمہارا بہت انتظار کیا، اللہ حافظ!

اے مسلمانوں!تمہارے پیسوں سے میکڈونلڈ، کے ایف سے، سٹار بکس، کوکا کولا، ڈومینوز پیزا نے صہیونی ریاست کی مدد کی ،اس کا علی الاعلان ذکر کیا،اس کی تصاویر سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئیں، کیا اب بھی بائیکاٹ نہیں کروگے۔؟کیا اب بھی ان مصنوعات کو خریدو گے۔؟کیا اب بھی اس ریاست کی مدد کروگے۔؟

گزشتہ ایک سال میں 66ہزار ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں، بچوں اور بوڑھوں کا ناحق خون بہایا گیا ہے، گزشتہ اسی سال سے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے، کیا بطور مسلمان ہماری ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم کم از کم ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

یاد رکھنا!اللہ تعالیٰ ان تعالیٰ ان تمام چیزوں سے غافل نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ
(سورہ ابراہیم42)

ترجمہ:تو ہر گز خیال نہ کر کہ اللہ ان کاموں سے بے خبر ہے جو ظالم کرتے ہیں، انہیں صرف اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔

اللہ مہلت دے رہا ہے، جب اس کی پکڑ آئے گی تو کوئی چھڑا نہیں سکے گا۔اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں، ظالموں کے دست بازو بننے کے رک جائیں، ورنہ ہم خسارا پانے والوں میں شمار ہونگے۔

خدارا!صرف ذائقہ کے لیے ایسی مصنوعات کی خریداری نہ کریں جس سے ہمارے اپنوں کا خون ٹپکتا ہو، جس میں ہمارا حصہ بنتا ہو، جس سے ہمارے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی داستانیں لکھی جاتی ہوں۔

اگر آج آپ اس ذائقہ کا بائیکاٹ کریں گے ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا وہ ذائقہ چکھائیں گے جس کو آج تک کسی نے نہیں چکھا اور اِس ذائقہ سے بہتر کوئی ذائقہ نہیں۔

اگر آپ کو بائیکاٹ مہم سے اکتاہٹ محسوس ہو تو اس فرمان الٰہی پر غور کر لیجئے گا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَـىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْـرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ (سورۃ القصص17)

ترجمہ:کہا اے میرے رب!جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے پھر میں گناہگاروں کا کبھی مدد گار نہیں ہوں گا۔

اے میرے غیور مسلمانوں! ملک پاکستان کو رب تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔ اس ملک میں ہر چیز موجود ہے، جو یہاں چیزیں بنتی ہیں انہیں استعمال کریں، انہی کو پرموٹ کریں، انہی مصنوعات کو گھر لائیں، پاکستانی مصنوعات استعمال کرنے کا فائدہ یہ ہو گا کہ ملک ترقی کرے گا اور ہم ظالم کے دست بازو بننے سے بھی بچ جائیں گے۔

یاد رکھیں!

کوالٹی پر کمپرومائز ہو سکتا ہے، مسلمانوں کے خون پر نہیں۔

زبان کی لذت قربان کی جاسکتی ہے مسلمان کا خون نہیں۔

آئیں! اس بائیکاٹ مہم کا کامیاب بنائیں، ان تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کریں جن سے مسلمانوں کا خون گرتا ہو۔ کم از کم ہم بروز محشر اللہ کے حضور یہ کہنے کے قابل تو ہونگے کہ

یااللہ! ہم ظالم کے دست بازو نہیں بنے تھے۔

اللہ پاک مجھ سمیت ہم سب کو ان مصنوعات کا ہمیشہ بائیکاٹ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

